ماہنامہ
انصار اللہ
مئی ۲۰۰۵ء

ایڈیٹر
سیّد مبشر احمد ایاز

وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

''خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء مندرجہ الفضل 31 جنوری 1936ء)

خلافت کی نعمت

- مومنوں سے خدائے ذوالجلال والاکرام کا وعدہ نیز احادیث میں خلافت کی پیشگوئیاں
- اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا
- خلیفہ کے توسط کے بغیر قرب الٰہی بھی نصیب نہیں ہوتا،
- تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا' تمہاری محبت رکھنے والا
- خلافت ہمیشہ قائم رہے گی...............ملائکہ کی طرح فرمانبرداری اختیار کرو
- اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو اپنی صفات بخشتا ہے
- جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا وہ ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا
- خلیفہ سے تعلق .....کاموں میں برکت کا ذریعہ
- انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں
- اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ
- یہی لوگ فتح یاب ہوں گے جن میں خلافت اور نظام قائم ہے
- خود بخود معروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں

[تحریر و ترتیب: سید مبشر احمد ایاز]

دارالخلافہ مدینہ میں جب قصرِ خلافت میں گھس کر باغیوں کے شیطانی ٹولہ نے خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ پر تلوار اٹھائی تو آپ نے مفسدوں کے اس ٹولے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ دیکھو یہ تلوار جو آج تم خلافت کے خلاف اٹھارہے ہواس کی مار ایسی تم پر پڑیگی کہ پھر کبھی یہ تلوار میان میں نہیں جاسکے گی اور تم ترسو گے پھر اس خلافت کی نعمت کو.....اور پھر ایسا ہی ہوا، کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ نعمت ان سے چھین لی گئی اور ایسی چھینی کہ ایک صدی کیا، دوصدیاں کیا، تیرہ صدیاں بیت گئیں لیکن اس نعمت کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا، کسی خلیفہ کا دیدار ان کی قسمت میں نہ ہوا، لاکھوں کروڑوں حسرتیں لئے اس دنیا سے سدھار گئے کہ اس نعمت کو پھر پائیں لیکن یہ نعمت پھر ان کو نصیب ہونی تھی نہ ہوسکی- جب تک کہ نبی اکرم ﷺ کی وہ تمام پیشگوئیاں پوری نہ ہوجاتیں جو آپ نے فرمائی تھیں کہ جن کے مطابق کم وبیش تیرہ سو سال کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ہونا مقدر تھا......اس زمانے کی اور پھر ہماری خوش نصیبی ہے کہ یہ نعمت پھر ہمیں نصیب ہوئی ، ہم جتنا بھی شکر کریں کم ہے،اس نعمت کے کچھ تقاضے ہیں ،اس شکرِ نعمت کے کچھ طریق ہیں ،ان کو ادا کرنا سیکھنا ہوگا ، بحیثیت قوم اور بحیثیتِ فرد، کیونکہ قومیں افراد سے ہی بنتی ہیں ، ہماری ذمہ داری ہے کہ کبھی بھی کوئی بھی ایسی غلطی نہ دہرائی جائے جیسی پہلی قوموں نے دہرائی اور اس نعمت سے محروم ہونا پڑا، اپنے کسی عمل سے، کسی سوچ سے، کسی خیال سے بھی ایسی ناقدری نہ ہونے پائے.....کہ کبھی کبھی اور کہیں کہیں بہت نازک مقام آجایا کرتے ہیں ،بس خدا کے حضور شکر کے سجدوں میں ہمیشہ پڑے رہیں ،اپنے دل اور دماغ علم اور عمل سمیت ہمیشہ فرشتوں کی مانند سجدہ ریز ہوکر اس نعمت کی قدر کرنی بہت ضروری ہے، حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا''اللہ کرے کہ یہ نعمت تا قیامت قائم رہے- خدا تعالیٰ اپنے فضل کا ہاتھ کبھی جماعت پر سے نہ اُٹھائے -یہ جماعت ہمیشہ شکر گزاروں اور دعائیں کرنے والوں کی جماعت بنی رہے-اللہ تعالیٰ کے پیار اور رحمت کی نظر ہمیشہ ہم پر پڑتی رہے- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا:-''آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جو خدا نے آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کیسے عطا ہوئی ہے-حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واسطے سے دوبارہ عطا ہوئی ہے- پس اس نعمت کو یاد رکھیں-اللہ نے دوبارہ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا کی ہے اور نعمت کے سوا دل نہیں باندھے جاسکتے -اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تصور اپنے میں سے نکال دیں تو آپ میں سے کسی کو دوسرے کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس تعلق کو خلافت آگے بڑھا رہی ہے اور وہ تعلق پھر خلافت کی ذات میں مرکوز ہوتا ہے اور پھر آگے چلتا ہے-''

(خطبہ جمعہ ۱۰رجون ۱۹۹۰ء الفضل ۷راگست ۱۹۹۱ء)(خطبہ فرمودہ 25-4-2003)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

☆ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی لوگ فتح یاب ہوں گے جن میں خلافت کا نظام قائم ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا

طریق کامیاب ہونے والا نہیں

آج تمام... دنیا میں سوائے جماعت احمدیہ کے کسی کو یہ پتہ ہی نہیں، علم ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے کیا طریق ہیں- اور پھر اپنے وعدوں کے مطابق خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کو کس طرح بڑھاتا ہے اور بڑھاتا چلا جاتا ہے- جماعت نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کیں- اس کا فضل مانگا، اس کا رحم مانگا- اس کے حضور جھکے، اپنے اندر خلافت کی نعمت کو قائم رکھنے کے لئے بے انتہا تڑپے- نتیجۃً وہ خدا جو اپنے بندے سے بے انتہا پیار کرنے والا خدا ہے، جو بندے کے ایک قدم آگے کی طرف بڑھانے سے کئی قدم اس کی طرف بڑھتا ہے- اس خدا نے جو سچے وعدوں والا خدا ہے اپنے بندوں کی خوف کی حالت کو امن میں بدلا- وہ خدا جو سب طاقتوں کا مالک ہے، وہ خدا جو مٹی کے ذرے سے بھی کام لینے کی طاقت رکھتا ہے، وہ خدا جو ایک تنکے میں بھی فولاد کے شہتیر سے بھی زیادہ مضبوطی پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس نے ہم پر رحم فرمایا اور احمدیت کے قافلہ کو پھر سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں کر دیا- اس پر ہر احمدی نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہو کر اپنے سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا دئے- اپنی وفاؤں کو انتہا تک پہنچایا اور خلافت کے قیام کے لئے اپنے وعدوں کو پورا کیا- اس خدا نے بھی جماعت کی اس شکر گزاری کے جذبہ کی قدر کرتے ہوئے جماعت پر اپنے فضلوں کی بارش اور تیز کر دی- اور یہ بارش کوئی رکنے والی بارش نہیں- اور یہ بارش انشاء اللہ برسے گی اور برستی رہے گی کیونکہ یہ ہمارے رب کا اعلان ہے کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا- پس اپنی وفاؤں، اپنی دعاؤں اور اپنے مولا کے حضور اپنے شکر گزاری کے جذبات کے اظہار سے، اس کے فضلوں کی برستی بارش کو کبھی رکنے نہ دیں- اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اس اسوہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے-

[خطبہ فرمودہ: 1-8-2003]

خلافت کی بابت قرآنی ارشاد

خلافت کا قیام اور برکات

سورۃ النور آیت ۵۶ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے قیام خلافت کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

خدا نے تم میں سے بعض نیکوکار ایمانداروں کے لئے یہ وعدہ ٹھہرا رکھا ہے کہ وہ انہیں زمین پر اپنے رسول مقبول کے خلیفے مقرر کرے گا انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا ہے اور انکے دین کو کہ جو ان کیلئے اس نے پسند کر لیا ہے یعنی دین اسلام کو زمین پر جما دے گا اور مستحکم اور قائم کر دے گا اور بعد اسکے کہ ایماندار خوف کی حالت میں ہوں گے یعنی بعد اس وقت کے کہ جب بباعث وفات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ خوف دامنگیر ہوگا- کہ شاید اب دین تباہ نہ ہو جائے- تو

اس خوف اور اندیشہ کی حالت میں خدائے تعالیٰ خلافت حقہ کو قائم کر کے مسلمانوں کو اندیشہ ابتری دین سے بے غم اور امن کی حالت میں کر دے گا وہ خالصۃً میری پرستش کریں گے اور مجھ سے کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ یہ تو ظاہری طور پر بشارت ہے مگر جیسا کہ آیاتِ قرآنیہ میں عادتِ الٰہیہ جاری ہے اسکے نیچے ایک باطنی معنے بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ باطنی طور پر ان آیات میں خلافت روحانی کی طرف بھی اشارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر یک خوف کی حالت میں کہ جب محبت الٰہیہ دلوں سے اٹھ جائے اور مذاہب فاسدہ ہر طرف پھیل جائیں اور لوگ رو بہ دنیا ہو جائیں اور دین کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمیشہ ایسے وقتوں میں خدا روحانی خلیفوں کو پیدا کرتا رہے گا کہ جن کے ہاتھ پر روحانی طور پر نصرت اور فتح دین کی ظاہر ہو۔ اور حق کی عزت اور باطل کی ذلت ہو۔ تا ہمیشہ دین اپنی اصلی تازگی پر عود کرتا رہے اور ایماندار ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانے کے اندیشہ سے امن کی حالت میں آ جائیں۔

(تفسیری ترجمہ منقول از براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 259-260 بقیہ حاشیہ نمبر 11)

ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے

مَا مِنْ نُبُوَّةٍ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ (کنز العمال جلد ۶ ص: ۱۰۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا: ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو سُلمیؒ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا پُر اثر وعظ کیا کہ جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے، دل ڈر گئے۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے ایک الوداع کہنے والا وصیت کرتا ہے، ہمیں کوئی ایسی ہدایت فرمائیے کہ ہم صراط مستقیم پر قائم رہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں تمہیں ایک روشن اور چمکدار راستے پر چھوڑے جا رہا ہوں۔ اس کی رات بھی اس کے دن کی طرح ہے۔ سوائے بدبخت کے اس سے کوئی بھٹک نہیں سکتا اور تم میں سے جو شخص رہا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا۔ ایسے حالات میں تمہیں میری جانی پہچانی سنت پر چلنا چاہئے اور خلفائے راشدین مہدیین کی سُنت پر چلنا چاہئے۔ تم اطاعت کو اپنا شعار بناؤ خواہ حبشی غلام ہی تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے۔ اس دین کو تم مضبوطی سے پکڑو۔ مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے۔ جدھر اُسے لے جاؤ وہ اُدھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے۔

(مسند احمد جز 4 صفحہ 126 و ابوداود کتاب السنة باب فی لزوم السنة)

نظام سے علیحدگی جہالت کی موت ہے

ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے

وہ صبر کرے، کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(صحیح مسلم 'کتاب الامارۃ' باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظھور الفتن وتحذیر الدعاۃ الی الکفر)

جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔ (ترمذی 'کتاب الفتن' باب فی لزوم الجماعۃ)

جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلادے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی.... سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائیگی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔

سوتم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔" (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305 تا 307)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدّث اصلاحِ خلق اللہ کے لئے آسمان سے اترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں۔ اور برابر اترتے رہتے ہیں جب تک کفر وضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راست بازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔﴿تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ ۔ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں تب دنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک روح پھونک دی جاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے۔ ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھسکتے چلے آتے ہیں اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب ناسمجھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ کام ان فرشتوں کا ہوتا ہے کہ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں۔ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دیتے ہیں اور مستوں کو ہوشیار کرتے ہیں اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مُردوں میں زندگی کی روح پھونکتے ہیں اور ان کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں تب لوگ یکدفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں پر وہ باتیں کھلنے لگتی ہیں جو پہلے مخفی تھیں۔ اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اُسی چہرہ کا نور اور اس کی ہمت کے آثار جلیّہ ہوتے ہیں جو اپنی قوتِ مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلی بیگانہ اور نام سے بے خبر ہو۔ غرض اس زمانہ میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں

ہوتی ہیں اور راستی کے قبول کرنے کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ جوش ایشیائی لوگوں میں پیدا ہوں یا یورپ کے باشندوں میں یا امریکہ کے رہنے والوں میں، وہ درحقیقت انہی فرشتوں کی تحریک سے جو کہ خلیفۃ اللہ کے ساتھ اترتے ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ یہی الٰہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔(فتح اسلام صفحہ ۱۸تا۲۱ حاشیہ)

خلیفہ سے بحث وجدال جائز نہیں

شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنی معروف تصنیف منصب امامت میں جیسا کہ عنوان کتاب سے ظاہر ہے خلیفہ کے مقام ومرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’لازم ہے کہ احکام کے اجراء اور مہمات کا انجام امام کے سپرد کیا جائے اور اس سے قیل وقال اور بحث وجدال نہ کی جائے اور کسی مہم میں خود بخود اقدام نہ کیا جائے۔ اس کے حضور میں زبان بند رکھیں اور اپنی رائے سے سرانجام مقدمات میں دخل نہ دیں اور کسی طرح بھی اس کے سامنے استقلال کا دم نہ ماریں۔‘‘(منصب امامت صفحہ 129)

قرب خداوندی کے لئے خلیفۂ وقت کی اطاعت ضروری ہے

’’امام وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے اور اس کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسل کے بغیر تقرب الٰہی محض وہم وخیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔‘‘

(منصب امامت صفحہ 111 از شاہ اسماعیل شہید مترجم حکیم محمد حسین علوی مطبوعہ حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور)

اقامت صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی

حضرت مصلح موعود سورۃ النور آیت 56 کی تفسیر کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

’’پھر خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ ..نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعتِ رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَ مَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ بہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ فرما کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہوگی کہ اشاعت وتمکین دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں۔ زکوتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے..... اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اقامت صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔'' (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 367)

تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا' تمہاری محبت رکھنے والا

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں: ''دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہوگی کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی۔ مگر خدارا غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں' غلاموں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ **تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا' تمہاری محبت رکھنے والا' تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا' تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا' تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔** مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے' درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوگئی ہیں۔ (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 158)

خدا نے جس کو چن لیا اس کو چن لیا

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں: جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں' یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے۔ افسروں سے معاملہ کرنا ہے۔ ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہوگا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی مگر خلیفہ ابوبکرؓ ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اس کو چن لیا۔ خالد بن

ولید نے ساٹھ آدمیوں کے ہمراہ ساٹھ ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا مگر خلیفہ عمرؓ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت بڑے بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے۔ ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے کوئی نرم مزاج۔ کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے۔ جس کو وہی سمجھتا ہے جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔ (خطبات محمود جلد 4 صفحہ 72-73)

خلافت ہمیشہ قائم رہے گی............ملائکہ کی طرح فرمانبرداری اختیار کرو

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''خلافت ہمیشہ قائم رہے گی۔ آدم سے لے کر آج تک خلافت میں وقفہ نہیں ہوا۔ کئی روحانی اور جسمانی خلافتیں ہوئی ہیں اگر روحانی نہ رہی تو جسمانی ہوگئی۔ اور جسمانی نہ رہی تو روحانی رہی ہے۔ پس جو کوئی اس ہدایت کی پیروی کرے گا اس کو کوئی فکر نہیں اور جو لوگ انکار کریں گے وہ آگ میں ڈالے جائیں گے۔ رسول کریم ﷺ آدم تھے ان کا مقابلہ کیا گیا۔ اور بعض صحابہ سے غلطیاں ہوئیں لیکن پھر انہوں نے غلطیوں کی اصلاح کر لی۔ غلط کہتے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ماموروں اور ان کے خلیفوں کا انکار کر کے بھی ہم سکھ پا سکتے ہیں۔ ہر ایک ہم میں سے آدم ہے جن نہیں۔ خدا نے سب پر آدم کا لفظ بولا ہے اور ہر ایک سے اس کا الگ الگ معاملہ ہے۔ ایک باپ کا بیٹا خلیفہ ہوتا ہے پھر بڑی قوم کا سردار خلیفہ ہوتا ہے۔ پھر غیر مامور خلیفے اور پھر انبیاء کے خلیفے ہوتے ہیں ان کے الگ رتبے ہوتے ہیں۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ مبارک ہے وہ انسان جو اپنی غلطیاں اپنے اوپر لگائے نہ کہ خدا پر۔ خدا سے اپنا تعلق مضبوط کرو اور ملائکہ کی طرح فرمانبرداری اختیار کرو۔

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 79)

اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو اپنی صفات بخشتا ہے

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔''خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق، جاہل اور بے وقوف ہوتا ہے.........تو اس کے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے۔ اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں۔ (''الفرقان'' مئی، جون 1967ء صفحہ 37)

خدا کی قسم! خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔'' یہ قدرت قیامت تک ہے''۔اور خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت تک یہ قدرت منقطع نہیں ہوگی۔پس خلافت اگر قیامت تک قائم ہے تو اس کے ہوتے ہوئے مجددیت کا سوال کیا باقی رہ جاتا ہے... حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے جہاں مجددیت کی پیشگوئی فرمائی وہاں قیامت تک کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔لیکن جہاں مسیح موعود...... کی پیشگوئی فرمائی وہاں یہ وعدہ فرمایا'' ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ'' جو وعدے ہیں دراصل مسیح موعود علیہ السلام کے آنے تک کی دیر ہے۔جب مسیح موعود علیہ السلام آجائیں تو پھر فرمایا کہ ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ'' پھر خلافت قائم ہوگی اور منہاج نبوت پر قائم ہوگی۔اور یہ وہ خلافت ہے جس کا آیت استخلاف میں ذکر ہے۔

یہ وہ خلافت ہے جو مومنین سے وعدہ کیا گیا ہے اور یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہاں واضح فرمارہے ہیں۔جیسا کہ آیت استخلاف میں تھا۔

پس وہ متقی جو میرے مخاطب ہیں وہ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں گے کہ درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جس قدرتِ ثانیہ کو خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا وہ قیامت تک کے لئے ہے اور قیامت تک کے لئے غیر منقطع ہے پس جب وہ قدرت غیر منقطع ہے تو اس کے ہوتے ہوئے کیا ضرورت ہے کہ کسی اور شخص کو بطور مجدد کھڑا کیا جائے۔پس اس حدیث نبوی کا آیت استخلاف سے کوئی ٹکراؤ نہیں بلکہ دراصل آیت استخلاف کے مضمون کو اسی طرح بیان فرمایا گیا ہے جس طرح پانی کے بعد تیمم کا ذکر کیا جاتا ہے۔اگر خلافتؐ قائم نہ رہے تو خدا اس اُمت کو چھوڑے گا نہیں اور مسلسل نہیں تو ہر صدی کے سر پر ضرور کوئی ایسا ہدایت یافتہ وجود بھیج دے گا جو اس وقت تک جمع ہوئی ہوئی گمراہیوں کا ازالہ فرمائے گا یا ایک سے زائد وجود بھیج دے گا جو مختلف جگہوں پر تجدید دین کا کام کریں گے۔جب خلیفہ موجود ہو تو پھر خلافت سے الگ کسی تجدید کی ضرورت نہیں ہے اور وہ خلافت جس کا مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وعدہ کیا ہے اتنی نمایاں طور پر الٰہی تائید یافتہ خلافت ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اگر آپ تجدید کا تصور ہی کرلیں تو یہ ماننا لازم ہوگا کہ یہ خلافت ہلاک ہو چکی ہے۔اس میں کوئی تقویٰ کی روح باقی نہیں رہتی۔ایسی صورت میں پھر الگ مجدد اگر کھڑا کیا جاتا ہے تو پھر یہ اللہ کا کام ہے۔اور اللہ کے کام جب ظاہر ہوتے ہیں تو خود اپنا ثبوت اپنی ذات میں رکھتے ہیں۔کسی بحث کے محتاج نہیں ہیں۔مگر خدا کے کام خدا کے وعدوں کے خلاف نہیں ہوا کرتے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں'' ہمارا خدا وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی ہے۔میں خدا کی طرف سے قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔''

پھر فرمایا۔'' تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک

قرار دادِ تعزیت بر وفات محترم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب

مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کا یہ اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب کی اندوہناک وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب 27- اپریل 2005ء بروز بدھ طویل علالت کے بعد بعمر 68 سال اسلام آباد کے ہسپتال الشفاء انٹرنیشنل میں مولائے حقیقی سے جا ملے......

مرحوم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے برادرِ اکبر، حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ اور حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اطال اللہ بقائھا کے فرزند اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے پوتے اور حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کے نواسے تھے۔

آپ نہایت سادہ مزاج، شریف الطبع اور خلق خدا کے کام آنے والے ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیروبی (کینیا) میں 29 ر اپریل کے خطبہ جمعہ میں آپ کی وفات کا ذکر کیا اور نماز جمعہ کے بعد آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور نے فرمایا کہ

> ''چند ماہ پہلے سے بیماری کا پتہ چلا بڑی بہادری سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ بےنفس اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے''

محترم صاحبزادہ صاحب کی المناک وفات ساری جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے عظیم صدمہ ہے۔ خصوصاً ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے جنہیں یہ المناک خبر بیرون ملک جماعتی دورہ کے درمیان ملی اور جنہوں نے اس گہرے صدمہ کے باوجود مہمات دینیہ میں برابر مصروف عمل رہنے کا نمونہ تازہ کر دکھایا۔ (بقیہ صفحہ ۴۰ پر)

دوسروں پر غلبہ دوں گا- پھر فرمایا اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا-''

پس اگر خدا سچا ہے اور لازماً خدا سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں- اگر مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں اور لازماً اس زمانے کے امام کے طور پر اس زمانے میں آپ سے بڑھ کر کوئی اور سچا نہیں تو لازماً وہ جھوٹے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ خلافتِ احمدیہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور خلافت سے باہر کسی تجدید کی محتاج ہوگی- پھر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت آپ کے سامنے ہے- دیکھیں صدی گزر گئی- جس صدی کے سر پر یہ پروپیگنڈے کئے جارہے تھے لیکن کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا- دوسری صدی شروع ہوگئی اور اس کے تیرہ سال گزر چکے ہیں- پندرھویں میں داخل ہو رہے ہیں- لیکن خلافت احمدیہ سے باہر کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا- پس خدا کی اس گواہی نے ہمیشہ کے لئے ان لوگوں کے پروپیگنڈے کو جھٹلا دیا ہے جو کہا کرتے تھے کہ اب خلافت کے آخری سانس ہیں اور تجدید کے دن آرہے ہیں- کسی مجدد کی تلاش کرو-

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کئی ایسے لوگ اگر سو سال کی عمریں بھی پائیں گے اور مر جائیں تو نامرادی کی حالت میں مریں گے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے- ان کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں اور ان کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں' خدا کی قسم! خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی- یہی وہ تجدید دین کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے جو ہر صدی کے سر پر ہمیشہ جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرتا چلا جائے گا-

پس قیامت تک کے لئے خلافت سے اپنا دامن اس مضبوطی سے باندھ لیں کہ جیسے عُروۂ وُثقٰی پر ہاتھ پڑ گیا ہو جس کا ٹوٹنا مقدر نہیں ہے' ہو نہیں سکتا- پس آپ اگر خلافت کے ساتھ رہیں گے تو خلافت لازماً آپ کے ساتھ رہے گی اور یہی دونوں کا ساتھ ہے جو توحید پر منتج ہوگا-'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 27 اگست 1993ء بحوالہ ماہنامہ خالد ربوہ مئی 1994ء 2 تا 4)

جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا وہ ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی منتخب ہونے والے خلیفۃ المسیح کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''یہ سب لوگ مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قابل قبول ہوگا اور جماعت میں سے جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ باغی ہوگا- اور جب بھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا-'' (خلافت حقہ...ص 17)

ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

حضرت المصلح الموعود فرماتے ہیں:-

''یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان

سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔

...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں [دین حق] قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا۔'' (الفضل 15 نومبر 1946ء)

خلیفہ سے تعلق ......کاموں میں برکت کا ذریعہ

سیدنا حضرت المصلح الموعود فرماتے ہیں:۔'' جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہوسکتی۔ آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی۔...... وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔'' (الفضل 20 نومبر 1946ء)

وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔'' خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔'' (خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء مندرجہ الفضل 31 جنوری 1936ء)

انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔'' میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مُدبّر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور

تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ہر گز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے ۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا' بیٹھنا' کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔'' (الفضل 4 ستمبر 1927ء)

☆ ''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے...... میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔'' (منصب خلافت صفحہ 32)

اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

''ہمارا عقیدہ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو بھی بندوں کی نگاہ میں (جو) افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے ۔ لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ۔ وہ ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے...... اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں ان سے کہتا ہے کہ مجھ سے لڑو اگر تم میں لڑنے کی تاب ہے...... اب یہ میری پناہ میں آ گیا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخاب خلافت کے وقت اس کی منشاء ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔'' (الفضل 17 مارچ 1967ء)

سدا بہار درخت جو کسی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

''یہ ہمیشہ عطر کی طرح معطر رہنے والی چیز ہے۔ یہ اس شجرۂ طیبہ کی طرح ہے جس کی جڑیں کوئی اکھاڑ نہیں سکتا۔ کوئی آندھی کوئی ہوا اس کو ہلا نہیں سکتی۔ یہ ایسا سدا بہار درخت ہے جو کسی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا اور ہر آن اپنے رب سے پھل پاتا ہے۔'' (خطبہ جمعہ 11 جون 1982ء)

''آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔ کوئی بدخواہ اب...... (خلافت احمدیہ) کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور جماعت اسی شان سے ترقی کرے گی۔ خدا کا یہ وعدہ پورا ہو گا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ جون 1982ء مطبوعہ الفضل 20 جون 1982ء صفحہ 8)

اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں

''آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اِعْتِصَام حَبْلُ اللّٰہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مُردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:8) لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ۔ (ابراہیم:8)

(خطبات نور صفحہ 131)

خود بخود معروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہو تو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے، ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔ اور آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفۂ وقت کے احکامات کی، ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔ لیکن یہاں یہ خیال نہ رہے کہ خادم اور نوکر کا کام تو مجبوری ہے، خدمت کرنا ہی ہے۔ خادم کبھی کبھی بڑبڑا بھی لیتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ خادمانہ حالت ہی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کی خاطر اخوت کا رشتہ بھی ہے اور اللہ کی خاطر اطاعت کا اقرار بھی ہے اور اس وجہ سے قربانی کا عہد بھی ہے۔ تو قربانی کا ثواب بھی اس وقت ملتا ہے جب انسان خوشی سے قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ تو یہ ایک ایسی شرط ہے جس پر آپ جتنا غور کرتے جائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوبتے چلے جائیں گے اور نظام جماعت کا پابند ہوتا ہوا اپنے آپ کو پائیں گے۔

بعض دفعہ بعض لوگ معروف فیصلہ یا معروف احکامات کی اطاعت کے چکر میں پڑ کر خود بھی نظام سے ہٹ گئے

ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی خراب کررہے ہوتے ہیں اور ماحول میں بعض قباحتیں بھی پیدا کررہے ہوتے ہیں- ان پر واضح ہو کہ خود بخود معروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں -غیر معروف وہ ہے جو واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہے

تو بعض لوگ سمجھتے ہیں، میں بتادوں آج کل بھی اعتراض ہوتے ہیں کہ ایک کارکن اچھا بھلا کام کررہا تھا اس کو ہٹا کر دوسرے کے سپرد کام کردیا گیا ہے-

خلیفۂ وقت یا نظام جماعت نے غلط فیصلہ کیا ہے اور گویا یہ غیر معروف فیصلہ ہے- وہ اور تو کچھ نہیں کرسکتے اس لئے سمجھتے ہیں کہ کیونکہ یہ غیر معروف کے زمرے میں آتا ہے، خود ہی تعریف بنالی انہوں نے -اس لئے ہمیں بولنے کا بھی حق ہے، جگہ جگہ بیٹھ کر باتیں کرنے کا بھی حق ہے-تو پہلی بات تو یہ ہے کہ جگہ جگہ بیٹھ کر کسی کو نظام کے خلاف بولنے کا کوئی حق نہیں- اس بارہ میں پہلے بھی میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں-تمہارا کام صرف اطاعت کرنا ہے اور اطاعت کا معیار کیا ہے میں حدیثوں وغیرہ سے اس کی وضاحت کروں گا - ایسے لوگوں کو حضرت خالد بن ولید کا یہ واقعہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ جب ایک جنگ کے دوران حضرت عمرؓ نے جنگ کی کمان حضرت خالدؓ بن ولید سے لے کر حضرت ابوعبیدہؓ کے سپرد کردی تھی- تو حضرت ابوعبیدہ نے اس خیال سے کہ خالدؓ بن ولید بہت عمدگی سے کام کررہے ہیں ان سے چارج نہ لیا -تو جب حضرت خالدؓ بن ولید کو یہ علم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے تو آپ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ چونکہ خلیفۂ وقت کا حکم ہے اس لئے آپ فوری طور پر اس کی تعمیل کریں- مجھے ذرا بھی پروا نہیں ہوگی کہ میں آپ کے ماتحت رہ کر کام کروں- اور میں اسی طرح آپ کے ماتحت کام کرتا رہوں گا جیسے میں بطور کمانڈر ایک کام کررہا ہوتا تھا-تو یہ ہے اطاعت کا معیار-کوئی سرپھرا کہہ سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ اس وقت غیر معروف تھا، یہ بھی غلط خیال ہے-ہمیں حالات کا نہیں پتہ کس وجہ سے حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ فرمایا یہ آپ ہی بہتر جانتے تھے- بہرحال اس فیصلہ میں ایسی کوئی بات ظاہراً بالکل نہیں تھی جو شریعت کے خلاف ہو- چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی لاج بھی اللہ تعالیٰ نے رکھی اور یہ جنگ جیتی گئی اور باوجود اس کے کہ اس جنگ میں بعض دفعہ ایسے حالات آئے کہ ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں سو سو دشمن کے فوجیوں کی تعداد ہوتی تھی-

پس آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ نے امام وقت کو مانا اور اس کی بیعت میں شامل ہوئے - اب خالصتاً للہ آپ نے اس کی ہی اطاعت کرنی ہے ،اس کے تمام حکموں کو بجالانا ہے ورنہ پھر خدا تعالیٰ کی اطاعت سے باہر نکلنے والے ہوں

گے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اطاعت کے اعلیٰ معیار پر قائم فرمائے اور یہ اعلیٰ معیار کس طرح قائم کئے جائیں۔ یہ معیار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کر کے ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ''ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام لکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا تو یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو در اصل جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھوانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آ جائے گا کہ وہ الگ ہو جائے گا۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے''۔

[خطبہ جمعہ فرمودہ : 19-9-2003]

نصاب مرکزی امتحانات ۲۰۰۵ء

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

نصاب سہ ماہی دوم (اپریل تا جون ۲۰۰۵ء)

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر ا	نصف آخر
۲۔ کتاب ''ایام الصلح'' از حضرت مسیح موعود علیہ السلام	نصف آخر
۳۔ کتاب ''سیرت النبیؐ'' از حضرت مصلح موعود	نصف آخر

نصاب سہ ماہی سوم (جولائی تا ستمبر ۲۰۰۵ء)

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر ۲	نصف اوّل
۲۔ کتاب ''احادیث الاخلاق''	نصف اوّل
۳۔ کتاب ''خلافتِ راشدہ'' از حضرت مصلح موعود	نصف اوّل

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

محبوبانِ الٰہی کی علامات

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے مامورین اور فرستادوں کی شناخت اور صداقت کا ذکر کرتے ہوئے بہت ہی خوبصورت بات کہی ،آپ فرماتے ہیں:''یا تو درخت کو بھی اچھا کہو اور اسکے پھل کو بھی اچھا یا درخت کو بھی برا کہو اور اسکے پھل کو بھی برا کیونکہ درخت اپنے پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے۔''(متی کی انجیل باب 12 آیت 33)

کتنی کھری اور سچی بات ہے کہ جس چیز کا درخت ہے وہی پھل اسکو لگے گا ، یہ نہیں ہوسکتا کہ درخت تو انگور کا ہو اور پھل اس کو حنظل کا لگا ہو، دوسرے لفظوں میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ بتانے یا معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں خود پھل سے درخت پہچانا جاتا ہے........ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور اسکے مقربوں کی شناخت کا معاملہ ہے، جو اس کے پیارے ہوتے ہیں وہ خود پہچانے جاتے ہیں، وہ اپنے چہروں کے نور اور اپنے کاموں کی عظمت سے شناخت کئے جاتے ہیں، وہ ہزاروں اور لاکھوں میں ممتاز ہوتے ہیں، انکی اپنی ایک خوشبو ہوتی ہے، ان کا اپنا ایک نور ہوتا ہے جو پوشیدہ نہیں رہتا بس دیکھنے اور پرکھنے والی آنکھ اور سعادت مندی کا جوہر ہونا چاہیے،

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں متعدد جگہ اس مضمون کو بیان فرمایا ہے مثال کے طور پر ازالہ اوہام، براھین احمدیہ، حقیقۃ الوحی، تذکرۃ الشہادتین وغیرہ، اس جگہ صرف ازالہ اوہام کا اقتباس پیش خدمت ہے آئندہ قسط میں دوسری کتب سے اقتباس پیش کیا جائے گا۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کے راستباز بندے دنیا میں اس لئے نہیں آتے کہ لوگوں کو تماشے دکھلائیں بلکہ اصل مطلب اُن کا جذب الی اللہ ہوتا ہے اور آخر کار وہ اسی قوت قدسیہ کی وجہ سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ وہ نور جو اُن کے اندر قوتِ جذب رکھتا ہے اگرچہ کوئی شخص امتحان کے طور سے اس کو دیکھ نہیں سکتا بلکہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ مگر وہ نور آپ ہی ایک ایسی جماعت کو اپنی طرف کھینچ کر جو کھینچے جانے کے لائق ہے اپنا خارق عادت اثر ظاہر کر دیتا ہے۔

(۱) خدائے تعالےٰ کے خاص دوستوں کی یہ علامتیں ہیں کہ ایک خالص محبت انکو عطا کی جاتی ہے جس کا اندازہ کرنا اس جہان کے لوگوں کا کام نہیں۔

(۲) اُن کے دلوں پر ایک خوف بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ دقائق اطاعت کی رعایت رکھتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ یارِ

قدیم آزردہ ہوجائے۔

(۳) ان کو خارق عادت استقامت دی جاتی ہے کہ اپنے وقت پر دیکھنے والوں کو حیران کر دیتی ہے۔

(۴) جب اُن کو کوئی بہت ستاتا ہے اور باز نہیں آتا تو اُن کے لئے غضب اس ذات قوی کا جو اُن کا متولّی ہے یکدفعہ بھڑکتا ہے۔

(۵) جب اُن سے کوئی بہت دوستی کرتا ہے اور سچی وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اُن کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے تو خداتعالےٰ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس پر ایک خاص رحمت نازل کرتا ہے۔

(۶) اُن کی دعائیں بہ نسبت اوروں کے بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ شمار نہیں کر سکتے کہ کس قدر قبول ہوئیں۔

(۷) اُن پر اکثر اسرارِ غیب ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ باتیں جو ابھی ظہور میں نہیں آئیں اُن پر کھولی جاتی ہیں اگرچہ اَور مومنوں کو بھی سچی خوابیں اور سچے مکاشفات معلوم ہو جاتے ہیں مگر یہ لوگ تمام دنیا سے نمبر اوّل پر ہوتے ہیں۔

(۸) خدایتعالےٰ خاص طور پر اُن کا متولّی ہو جاتا ہے اور جس طرح اپنے بچوں کی کوئی پرورش کرتا ہے اس سے بھی زیادہ نگاہِ رحمت اُن پر رکھتا ہے۔

(۹) جب اُن پر کوئی بڑی مصیبت کا وقت آتا ہے تو اُس وقت دو طور میں سے ایک طور کا اُن سے معاملہ ہوتا ہے یا خارق عادت طور پر اس مصیبت سے رہائی دی جاتی ہے اور یا ایک ایسا صبر جمیل عطا کیا جاتا ہے جس میں لذّت اور سرور اور ذوق ہو۔

(۱۰) اُن کی اخلاقی حالت ایک ایسے اعلیٰ درجہ کی کی جاتی ہے جو تکبّر اور نخوت اور کمینگی اور خود پسندی اور ریاکاری اور حسد اور بُخل اور تنگدلی سب دور کی جاتی ہے اور انشراح صدر اور بشاشت عطا کی جاتی ہے۔

(۱۱) اُن کی توکّل نہایت علیٰ درجہ کی ہوتی ہے اور اس کے ثمرات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

(۱۲) اُن کو اعمال صالحہ کے بجالانے کی قوت دی جاتی ہے جو دوسرے اُن میں کمزور ہوتے ہیں۔

(۱۳) اُن میں ہمدردی خلق اللہ کا مادہ بہت بڑھایا جاتا ہے اور بغیر توقع کسی اجر اور بغیر خیال کسی ثواب کے انتہائی درجہ کا جوش اُن میں خلق اللہ کی بھلائی کیلئے ہوتا ہے اور خود بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اس قدر جوش کس غرض سے ہے کیونکہ یہ امر فطرتی ہوتا ہے۔

(۱۴) خداتعالےٰ کے ساتھ ان لوگوں کو نہایت کامل وفاداری کا تعلق ہوتا ہے اور ایک عجیب ہستی جانفشانی کی اُن کے اندر ہوتی ہے اور اُن کی روح کو خدایتعالیٰ کی روح کے ساتھ وفاداری کا ایک راز ہوتا ہے جس کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ اس لئے حضرت احدیت میں اُن کا ایک مرتبہ ہوتا ہے جس کو خلقت نہیں پہچانتی وہ چیز جو خاص طور پر اُن میں زیادہ ہے اور جو سرچشمہ تمام برکات کا ہے اور جس کی وجہ سے یہ ڈوبتے ہوئے پھر نکل آتے ہیں اور موت تک پہنچ کر پھر زندہ ہو جاتے ہیں اور ذلّتیں اُٹھا کر پھر تاجِ عزت دکھا دیتے ہیں اور مہجور اور اکیلے ہو کر پھر ناگہاں ایک جماعت کے ساتھ نظر آتے ہیں وہ یہی

رازوفاداری ہے جس کے رشتہ محکم کو نہ تلواریں قطع کرسکتی ہیں اور نہ دنیا کا کوئی بلوہ اور خوف اور مفسدہ اس کو ڈھیلا کرسکتا ہے۔

(۱۵) پندرھویں علامت ان کی علم قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کے معارف اور حقائق ولطائف جس قدر ان لوگوں کو دیئے جاتے ہیں دوسرے لوگوں کو ہرگز نہیں دیئے جاتے۔

(۱۶) ان کی تقریر وتحریر میں اللہ جلّشانہ' ایک تاثیر رکھ دیتا ہے جو علماء ظاہری کی تحریروں وتقریروں سے نرالی ہوتی ہے اور اس میں ایک ہیبت اور عظمت پائی جاتی ہے اور بشرطیکہ حجاب نہ ہو دلوں کو پکڑ لیتی ہے۔

(۱۷) اُن میں ایک ہیبت بھی ہوتی ہے جو خداتعالیٰ کی ہیبت سے رنگین ہوتی ہے کیونکہ خداتعالیٰ ایک خاص طور پر اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور اُن کے چہروں پر عشق الٰہی کا ایک نور رہتا ہے جو شخص اس کو دیکھ لے اُس پر نار جہنم حرام کی جاتی ہے۔ اُن سے ذنب اور خطا بھی صادر ہوسکتا ہے مگر اُن کے دلوں میں ایک آگ ہوتی ہے جو ذنب اور خطاء کو بھسم کردیتی ہے اور ان کی خطا ٹھہرنے والی چیز نہیں بلکہ اس چیز کی مانند ہے جو ایک تیز چلنے والے پانی میں بہتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ سو اُن کا نکتہ چین ہمیشہ ٹھوکر کھاتا ہے۔

(۱۸) خداتعالیٰ اُن کو ضائع نہیں کرتا اور ذلّت اور خواری کی مار اُن پر نہیں مارتا کیونکہ وہ اس کے عزیز اور اس کے ہاتھ کے پودے ہیں۔ ان کو اس لئے بلندی سے نہیں گراتا کہ تا ہلاک کرے بلکہ اس لئے گراتا ہے کہ تا اُن کا خارق عادت طور پر بچ جانا دکھاوے۔ ان کو اس لئے آگ میں دھکّا نہیں دیتا تا اُن کو جلا کر خاکستر کر دیوے بلکہ اس لئے دھکّا دیتا ہے تا لوگ دیکھ لیویں کہ پہلے تو آگ تھی مگر اب کیسا خوشنما گلزار ہے۔

(۱۹) ان کو موت نہیں دیتا جب تک وہ کام پورا نہ ہو جائے جس کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں اور جب تک پاک دلوں میں اُن کی قبولیت نہ پھیل جائے تب تک البتہ سفرِ آخرت ان کو پیش نہیں آتا۔

(۲۰) اُن کے آثار خیر باقی رکھے جاتے ہیں اور خداتعالیٰ کئی پشتوں تک اُن کی اولاد اور ان کے جانی دوستوں کی اولاد پر خاص طور پر نظرِ رحمت رکھتا ہے اور ان کا نام دنیا سے نہیں مٹاتا۔

یہ آثار اولیاء الرحمٰن ہیں اور ہر ایک قسم ان میں سے اپنے وقت پر جب ظاہر ہوتی ہے تو بھاری کرامت کی طرح جلوہ دکھاتی ہے۔ مگر اس کا ظاہر کرنا خداتعالیٰ ہی کے اختیار میں ہوتا ہے۔

اب یہ عاجز بحکم واَمّا بنعمت ربک فحدّث (الضحیٰ:۱۲) اس بات کے اظہار میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ خداوند کریم ورحیم نے محض فضل وکرم سے اِن تمام امور سے اس عاجز کو حصہ وافر دیا ہے

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 ص:335-339)

رفقائے احمد اور حقوق العباد کی ادائیگی

مرتبہ: مکرم رضوان خالد صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''جماعت کے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زمانہ میں خدمات کی ہیں ایسی ہستیاں ہیں جو دنیا کے لئے تعویز اور حفاظت کا ذریعہ ہیں۔''

مزید فرمایا:

''ایک ایک [رفیق] جو فوت ہو جاتا ہے وہ ہمارے ریکارڈ کا ایک رجسٹر ہوتا ہے جسے ہم زمین میں دفن کر دیتے ہیں اگر ہم نے ان رجسٹروں کی نقلیں نہیں کی ہیں تو یہ ہماری بدقسمتی کی علامت ہے۔ بہر حال ان لوگوں کی قدر کرو اور ان کے نقش قدم پر چلو۔''

فرمایا:

''یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دوزخ پیدا کی ہی نہیں جا سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا بنا دیا ہے کہ ان کی برکات کی وجہ سے ہر دوزخ ان کے لئے برکت بن جاتی ہے اور راحت کا موجب ہوتی ہے۔''

رفقاء حضرت مسیح موعود کی زندگی کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی حسین اور دلکش مناظر پر مشتمل ہے۔

''آنکھ اگر آئینہ ہو تو نظارہ کرتے''

ان کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو ایک ایسی تصویر ابھرتی ہے جس کا ایک ایک نقش کشش رکھتا ہے۔ کبھی گیسوئے خمدار میں ابھی جانے کو جی چاہتا ہے تو کہیں اُمید چشم بے خود کر دیتی ہے۔ لب ورخسار بھی دلکش ہیں اور قامت بھی قیامت ہے۔

حسن کی عرضداری اور بے نیازی کے قصے تو زبان زدعام ہیں لیکن اس حسین کا کیا کہنا جو ''دلنوازی کا فن جانتا ہو'' اور احسان کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر اس سے بھی نکل پڑتے ہوں۔ رفقائے احمد کا احسان ولطف جو انہوں نے خلق اللہ سے روا رکھا آج کے مضمون کا موضوع ہے۔

رفقائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے بندوں سے جو حسن سلوک کیا اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں جو نمونہ دکھایا وہ قابل قدر، اور دیدہ زیب اور قابل عمل ہے۔ چند نظارے ملاحظہ ہوں۔

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: سیّد مبشر احمد ایاز

ہجرت ۱۳۸۴ ہش - مئی ۲۰۰۵ء

جلد نمبر ۵۹

شمارہ نمبر ۵

فون نمبر: ۰۴۵۲۴-۲۱۲۹۸۲ فیکس نمبر: ۰۴۵۲۴-۲۱۴۶۳۱

ای میل: ansarullah60@yahoo.com

اس شمارہ میں

پبلشر: عبد المنان کوثر
پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائنگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ .... ایک سو روپیہ
قیمت فی پرچہ ...... ۱۰ روپے

حضرت مصلح موعود : آپکے متعلق محترم مرزا رفیق احمد صاحب بیان فرماتے ہیں-

''حضرت اقدس (خلیفۃ المسیح الثانی) کی وفات کے بعد جب جائیداد کے سلسلہ میں ہم بھائیوں کی میٹنگ ہوئی اور وہ فہرست سامنے آئی جسے دیکھ کر ہم حیرت زدہ رہ گئے-

کیونکہ بیسیوں نہیں سینکڑوں غریب رشتہ دار اور دوسرے جماعت کے غرباء تھے جن کو آپ خاموشی سے باقاعدہ ماہوار خرچ دیا کرتے تھے آپ کی جائیداد کی ہزاروں نہیں لاکھوں کی آمد تھی مگر اس کا بیشتر حصہ چندہ جات اور غرباء کی امداد پر خرچ ہو جاتا تھا-'' (''ملت کا فدائی'' مولفہ مرزا رفیق احمد صاحب)

حضرت نواب محمد علی خان صاحب: نواب صاحب فطرتاً سخت گیر نہ تھے ملازمین سے ہمیشہ نرمی سے پیش آتے- پرانے خادموں اور ان کے متعلقین سے مل کر بہت خوش ہوتے-عزیزوں کی طرح ان کا حال دریافت کرتے-ان کو صلاح ومشورہ دیتے-اس وقت یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگوں کے ہی کنبہ کا کوئی آدمی ان سے بات کر رہا ہے-ان کے وجود میں ایک خداداد رعب تھا-ان کے ہر انداز میں وقار تھا-آپ نہایت سادہ مزاج تھے-ان کا دل غریب تھا-غرباء سے بہت محبت اور رغبت رکھتے تھے-پنکھا جھلنے والی چماریوں کے بچوں کو بھی اپنے ہاتھ سے کھانے پینے کی چیزیں لا کر دینا اور ان سے پیار کرنا-ان سے پیار کی باتیں کرنا گرمیوں کی دوپہر میں روز کا مشغلہ ہوتا تھا-'' (..احمد جلد دوم ۳۹۸)

محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مولانا شیر علی صاحب: آپ نے اپنے خاوند کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام عمر غرباء ومساکین ویتامیٰ کا بہت خیال رکھا-آپ کے پاس تمام عمر ایک نہ ایک یتیم رہا-آپ نے اسے اپنے بچوں کی طرح گھر میں رکھا اور زیور علم سے آراستہ کرتے ہوئے پروان چڑھایا-

رمضان المبارک میں آپ کا معمول تھا کہ تہجد سے پہلے دودھ بلوتیں اور سحری کے وقت کافی تعداد میں دور دور کے غرباء کے لئے لسی کا اہتمام کرتیں-اسی خدمت کے لئے بچوں کو جلد بیدار کر لیتیں-غرباء پروری کی یہ خدمت آپ نے آخری لمحات تک انجام دی-اور فرمایا کرتیں ممکن ہے کہ یہ نیکی آپ کی مغفرت کا مستحق بنا دے-

گھر کے کام کاج کے لئے آپ ہمیشہ خادم رکھتیں-لیکن ان کے کام میں برابر کی شریک ہوتیں-ہر قدم پہ ان کا ہاتھ بٹاتیں-یہی وجہ ہے کہ خادموں اور نوکروں میں سے کوئی ان سے شاکی نہیں ہوا-بلکہ اکثر آپ کی محبت اور شفقت کی وجہ سے نقدی کی صورت میں معاوضہ لینے سے بھی انکار کر دیتے اور کہتے کہ آپ تو ہماری ضروریات کا اتنا عمدگی سے خیال رکھتی ہیں کہ ہمیں تنخواہ لیتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے- (سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحب)

حضرت مولانا شیر علی صاحب: مکرم محمد اسحق خلیل صاحب بیان کرتے ہیں- خاکسار کو بہت چھوٹی عمر سے ہی حضرت مولوی صاحب سے ملنے جلنے کا شرف حاصل ہوا- جب میرے والد صاحب دعوت الی اللہ کے لئے اٹلی روانہ ہوئے تو میں روزانہ مولوی صاحب کی خدمت میں والد صاحب کے بسلامت پہنچنے کے لئے دعا کی درخواست کرنے جایا کرتا تھا- مجھے یاد ہے کہ حضرت مولوی صاحب میری دلداری کی خاطر یہ دریافت فرماتے کہ آج ان کو روانہ ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں- اور اتنے دنوں تک انگلینڈ پہنچ جائیں گے- مولوی صاحب کی ان باتوں سے میری افسردگی دور ہو کر مجھے قلبی اطمینان حاصل ہوتا تھا- اور میں مولوی صاحب کی یہ باتیں سن کر اپنے دل میں ایک گونہ خوشی محسوس کرتا تھا-

(سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحب مولف نذیر ریاض)

(بقیہ از ٹائیٹل چہارم)

محترم مولانا جلیل صاحب واقفِ زندگی اور جماعت احمدیہ کے بلند پایہ عالم دین تھے- آپ جامعہ احمدیہ میں عربی ادب، علم حدیث اور علم تفسیر القرآن پڑھاتے رہے- نہایت شفیق، مقبول، لائق اور کامیاب استاد تھے- مجلس انصاراللہ کے سالانہ اجتماعات میں بھی آپ تقاریر فرماتے رہے- آپ کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی جماعتی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا-

''یہ سلسلے کے ایک پرانے خادم تھے- انہوں نے جماعت کے شعبوں میں مختلف جگہوں پر کام کیا ہے اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی پڑھایا ہے- ان کے بہت سارے شاگرد ہیں جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں- یہ مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ بھی بڑا لمبا عرصہ رہے ہیں اور بڑے ہنس مکھ اور خوش مزاج آدمی تھے- بڑے عاجز انسان تھے اور نیکیوں میں بڑھنے والے اور بڑی بزرگ طبیعت کے مالک تھے- نیک طبیعت کے مالک تھے- اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے-'' آمین　　(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹/اپریل- نیروبی کینیا)

ہم اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان، محترم مولانا مرحوم کے پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے- آمین　　(ہم ہیں اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان)

اَیَّامُ الصُّلح

از: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو طاعون کے بارہ میں اشتہار شائع فرمایا۔ اس اشتہار کے مطالعہ کے بعد بعض لوگوں کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا کہ لوگوں کو اوّل یہ بتانا کہ اس مرض کے استیصال کے لیے تدبیر یا دوا ہے اور پھر یہ کہنا کہ شامت اعمال سے یہ مرض پھیلتی ہے ان دونوں باتوں میں تناقض ہے۔ اس کتاب کے شروع میں آپ نے اس اعتراض کا مفصل جواب دیا۔ اور اس ضمن میں دعا اور تدبیر۔ تقدیر کا فلسفہ اور ان میں باہمی موافقت اور مطابقت کا ذکر فرماتے ہوئے۔ حقائق و معارف سے لبریز شیریں مضمون بیان فرمایا۔ اور اس کے علاوہ متعدد مضامین پر روشنی ڈالی۔ ان مضامین کی اہمیت۔ اس پُر معارف کتاب کے مطالعہ سے احباب پر عیاں ہوگی۔ اس کتاب کی چند اہم باتیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ دعا کی اہمیت: ’’ہزاروں عارفوں راستبازوں کا تجربہ گواہی دے رہا ہے کہ درحقیقت دعا میں ایک قوتِ جذب ہے اور ہم بھی اپنی کتابوں میں اس بارے میں اپنے ذاتی تجارب لکھ چکے ہیں اور تجربہ سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت نہیں‘‘ (حاشیہ صفحہ ۶)

’’اصل مطلب دعا سے اطمینان اور تسلی اور حقیقی خوشحالی کا پانا ہے اور یہ ہرگز صحیح نہیں کہ ہماری حقیقی خوشحالی صرف اسی امر میں میسر آ سکتی ہے جس کو ہم بذریعہ دعا چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ خدا جو جانتا ہے کہ ہماری حقیقی خوشحالی کس امر میں ہے وہ کامل دعا کے بعد ہمیں عنایت کر دیتا ہے۔ جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے۔ بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے۔ ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور اُن کی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوتی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لئے ایک دکھ ہے۔ سو یہ اطمینان اور روح کی سچی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی۔ بلکہ محض دعا سے ملتی ہے۔ مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے۔ وہ ایک ظاہری مرادیابی پانا مرادی کو دیکھ کر مدارِ فیصلہ اُسی کو ٹھہراتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر اُن ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ حقیقی اور مبارک خوشحالی کے سچی مرادیابی کی دولتِ عظمیٰ

پاتے ہیں۔‘‘ (صفحہ ۱۱-۱۲)

۲-جسمانی پاکیزگی کی اہمیت: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک عظیم روحانی مصلح کے طور پر قرآنی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں اس بات کو بار بار بیان فرمایا ہے کہ روحانی اور جسمانی پاکیزگی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس مضمون کو آپ نے ’’ایام الصلح‘‘ میں بھی بیان فرمایا۔ حضور کے کچھ مبارک الفاظ درج ذیل ہیں۔ ’’جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعایت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر روحانی پاکیزگی سے بھی بے نصیب رہ جاتا ہے۔ مثلاً چند روز دانتوں کا خلال کرنا چھوڑ دو جو ایک ادنیٰ صفائی کے درجہ پر ہے تو وہ فضلات جو دانتوں میں پھنسے رہیں گے۔ اُن میں سے مردار کی بو آئے گی۔ آخر دانت خراب ہو جائیں گے اور اُن کا زہریلہ اثر معدہ پر گر کر معدہ بھی فاسد ہو جائے گا۔ خود غور کر کے دیکھو کہ جب دانتوں کے اندر کسی بوٹی کا رگ و ریشہ یا کوئی جز پھنسا رہ جاتا ہے اور اُسی وقت خلال کے ساتھ نکالا نہیں جاتا تو ایک رات بھی اگر رہ جائے تو سخت بدبو اُس میں پیدا ہو جاتی ہے۔‘‘ (صفحہ ۱۰۶)

۳-پاکیزہ اور بابرکت نصائح: اس کتاب میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی مبارک اور درددل سے نکلی ہوئی نصائح بھی ہیں۔ حکیمانہ اور عارفانہ رنگ میں آپ ایک مقام پر تعلق باللہ کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اے لوگو! خدا سے ڈرو اور درحقیقت اس سے صلح کرلو۔ اور سچ مُچ صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہاء عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہاء طاقتیں ہیں خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے دور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں اُن ہی پر کھلتی ہیں جو اُس کے ہی ہو جاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اُس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اُس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اُس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں اُن کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچالیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ اُن کا متولی اور متعہد ہو جاتا ہے۔ وہ اُن مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آسکتا اُن کی مدد کرتا ہے۔ اور اُس کی فوجیں اُس کی حمایت کے لئے آتی ہیں کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑ و گے۔ کیا اپنے نفس ناپاک کے لئے اُس کی حدود کو توڑو گے؟ ہمارے لئے اُس کی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے۔‘‘ (صفحہ ۱۱۵-۱۱۶)

سیرت حضرت مسیح موعودؑ اور مہمان نوازی

از: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

انبیاء کرام علیہ السلام اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ معیار پر فائز ہوتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے کامل نمونہ ہوتے ہیں۔ سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ آپؑ قرآنی اخلاق کا زندہ جاوید نمونہ تھے۔ ان عظیم الشان اخلاق میں سے جو مسیح کی زندگی میں پائے جاتے تھے۔ ایک عظیم خلق اکرام ضیف بھی تھا۔ آپ کا ہمیشہ یہ اصول رہا کہ مہمان کی مہمان نوازی میں ہر ممکن کوشش کرتے اور اسکو سہولت اور آرام پہنچانے میں ہر وسیلہ بروئے کار لاتے۔ آپکے اکرام ضیف کے بے شمار واقعات میں سے صرف چند ایک قارئین کے لئے سپرد قرطاس کئے جاتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی روایت ہے کہ:۔

''ایک مرتبہ ایک مہمان نے آ کر کہا کہ میرے پاس بستر نہیں ہے حضرت صاحب نے حافظ حامد علی صاحب کو (جو ۱۹۱۸ء میں مختصر سی دوکان قادیان میں کرتے تھے اور حضرت کے پرانے مخلص خادم تھے اور اب فوت ہو چکے ہیں اللھم ارحم) کہا کہ اس کو لحاف دے دو۔ حافظ حامد علی صاحب نے عرض کیا کہ یہ شخص لحاف لے جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ

''اگر یہ لحاف لے جائے گا تو اس کا گناہ ہوگا اور اگر بغیر لحاف کے سردی سے مر گیا تو ہمارا گناہ ہوگا۔''

سیرت حضرت مسیح موعودؑ حصہ اول ص: ۱۳۰ تاریخ اشاعت ۲ مئی ۱۹۲۴ء قادیان حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ

ایک مرتبہ مہمان کثرت سے آ گئے بیوی صاحبہ..... گھبرائیں (اس زمانہ میں مہمانوں کا کھانا اندر تیار ہوتا تھا اور تمام انتظام اور انصرام اندر ہوتا تھا اس لئے گھبرا جانا معمولی بات تھی۔ عرفانی) مجھے جو مکان حضرت صاحب نے دے رکھا تھا وہ بالکل نزدیک تھا۔ یہ وہ مکان ہے جہاں آج کل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رہتے ہیں اس وقت یہ مکان نہایت شکستہ حالت میں تھا۔ بعد میں خاکسار عرفانی نے اسے خرید لیا اور خدا نے اسے توفیق دی کہ اس کا ۱/۳ حصہ حضرت اقدس کے نام ہبہ کر دے خدا تعالیٰ اسے قبول فرمائے آمین۔ پھر وہ مکان حضرت کے قبضہ میں آ گیا۔ عرفانی) میں سنتا رہا۔ حضرت صاحب نے بیوی صاحبہ کو ایک کہانی سنانی شروع کی۔ فرمایا ایک شخص کو جنگل میں رات آ گئی۔ اس نے ایک درخت کے نیچے بسیرا کر دیا۔ اس درخت کے اوپر ایک کبوتر اور کبوتری کا گھونسلہ بنا ہوا تھا۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ہمارے ہاں مہمان آیا ہے۔ اس کی کیا خاطر کریں۔ نر نے کہا کہ سردی ہے بستر ااس کے پاس نہیں ہم اپنا

آشیانہ گرادیں اس سے آگ جلا کر یہ رات گزارلے گا- چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا- انہوں نے سوچا کہ اب اس کے واسطے کھانا نہیں ہے- ہم دونوں اپنے آپ کو نیچے گرادیں تا کہ یہ ہمیں بھی کھالے- (سیرت حضرت مسیح موعودؑ حصہ اوّل صفحہ ۱۳۱،۱۳۰)

ڈاکٹر عبداللہ صاحب نومسلم بیان کرتے ہیں- کہ

''ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نیاز حاصل کرنے کے لیے لاہور سے دو دن کی رخصت لے کر آیا- (ڈاکٹر صاحب لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے شفاخانہ میں کام کرتے تھے- ایڈیٹر) رات کی گاڑی پر بٹالہ اترا اس لیے رات کو وہیں رہا- اور صبح سویرے اٹھ کر قادیان کو روانہ ہو گیا- اور ابھی سورج تھوڑا ہی نکلا تھا کہ یہاں پہنچ گیا- میں پرانے بازار کی طرف سے آرہا تھا جب میں [بیت] اقصیٰ کے قریب جو بڑی حویلی (ڈپٹی شنکر داس کی حویلی) ہے وہاں پہنچا تو میں نے اس جگہ (جہاں صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کا مکان ہے اس وقت یہ جگہ سپید ہی تھی) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک مزدور کے پاس سے جو کہ اینٹیں اٹھا رہا تھا کھڑے ہوئے دیکھا حضرت صاحب نے بھی مجھے دیکھ لیا آپ مجھے دیکھتے ہی مزدور کے پاس آکر راستہ پر کھڑے ہو گئے- میں نے قریب پہنچ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا آپ نے وعلیکم السلام فرمایا اور فرمایا کہ اس وقت کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں رات بٹالہ رہا ہوں اور اب حضور کی خدمت میں وہاں سے سویرے چل کر حاضر ہوا ہوں- آپ نے فرمایا کہ پیدل آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور- افسوس کے لہجے میں فرمایا کہ تمہیں تو بڑی تکلیف ہوئی ہوگی- میں نے عرض کیا کہ حضور کوئی تکلیف نہیں ہوئی- آپ نے فرمایا اچھا بتاؤ چائے پیو گے یا لسی میں نے عرض کیا کہ حضور کچھ بھی نہیں پیوں گا- آپ نے فرمایا تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہمارے گھر گائے ہے جو کہ تھوڑا سا دودھ دیتی ہے گھر والے چونکہ دہلی گئے ہوئے ہیں اس لئے اس وقت لسی بھی موجود ہے اور چائے بھی جو چاہو پی لو- میں نے کہا حضور لسی پیوں گا- آپ نے فرمایا اچھا چلو [بیت] مبارک میں بیٹھو-... آکر تھوڑی دیر کے بعد بیت الفکر کا دروازہ کھلا- میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ایک کوری ہانڈی معہ کوری چینی کے جس میں لسی تھی خود اٹھائے ہوئے دروازہ سے نکلے چینی پر نمک تھا اور اس کے اوپر ایک گلاس رکھا ہوا تھا- حضور نے وہ ہانڈی میرے سامنے لا کر رکھ دی اور خود اپنے دست مبارک سے گلاس میں لسی ڈالنے لگے میں نے خود گلاس پکڑ لیا- اتنے میں چند اور دوست بھی آ گئے میں نے انہیں بھی لسی پلائی اور خود بھی پی- پھر حضور خود وہ ہانڈی اور گلاس لے کر اندر تشریف لے گئے- حضور کی اس شفقت اور نوازش کو دیکھ کر میرے ایمان کو بہت ترقی ہوئی اور یہ حضور کے اخلاق کریمانہ کی ایک ادنیٰ مثال ہے-

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ حصہ اوّل صفحہ ۱۳۲،۱۳۳)

حضرت مولوی حسن علی صاحب کا ایمان فروز واقعہ

حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری مشنری تھے- جنہوں نے ۱۸۸۶ء میں پٹنہ کے ایک سکول کی ہیڈ

ماسٹری سے استعفیٰ دے کر (دعوت الی اللہ) واشاعت کا اہم فرض اپنے ذمہ لیا- وہ ۱۸۸۷ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ پر تشریف لائے اور امرتسر میں بابو محکم الدین صاحب مختار عدالت اور دوسرے لوگوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سنا- اس وقت آپ نے کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا- اور نہ ابھی بیعت لیتے تھے- البتہ براہین احمدیہ اور دوسری کتابیں شائع ہو چکی تھیں- اکثر نیک دل اور سلیم الفطرت لوگ آپ سے فیض پانے کے لیے قادیان بھی آتے رہتے تھے- مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے اپنے واقعہ کا خود اپنی قلم سے ذکر کیا جو ان کی کتاب تائید حق میں چھپا ہے- چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

''جب میں امرتسر گیا تو ایک بزرگ کا نام سنا- مرزا غلام احمد کہلاتے ہیں- ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں رہتے ہیں اور عیسائیوں- برہمو اور آریہ سماج والوں سے خوب مقابلہ کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے ایک کتاب براہین احمدیہ نام بنائی ہے جس کا بڑا شہرہ ہے- ان کا بہت بڑا دعویٰ یہ ہے کہ ان کو الہام ہوتا ہے- مجھ کو یہ دعویٰ معلوم کر کے تعجب نہ ہوا- گو میں ابھی تک الہام سے محروم ہوں جو نبی کے بعد محدث کو ہوتا ہے- لیکن میں اس بات کو بہت ہی عجیب نہیں سمجھتا تھا- مجھ کو معلوم تھا کہ علاوہ نبی کے بہت سے بندگان خدا ایسے گزرے ہیں جو شرف مکالمہ الٰہیہ سے ممتاز ہوا کئے ہیں- غرض میرے دل میں جناب مرزا غلام احمد صاحب سے ملنے کی خواہش ہوئی- امرتسر کے دو ایک دوست میرے ساتھ چلنے کو مستعد ہوئے ریل پر سوار ہو ابٹالہ پہنچا- ایک دن بٹالہ میں رہا پھر بٹالہ سے یکہ سواری ملتی ہے اس پر سوار ہو کر قادیان پہنچا مرزا صاحب مجھ سے بڑے تپاک اور محبت سے ملے- جناب مرزا صاحب کے مکان پر میرا وعظ ہوا- انجمن حمایت اسلام لاہور کے لئے چندہ بھی ہوا- میرے ساتھ جو صاحب تشریف لے گئے وہ مرزا صاحب کے دعویٰ الہام کی وجہ سے سخت مخالف تھے اور مرزا صاحب کو فریبی اور مکار سمجھتے تھے- لیکن مرزا صاحب سے مل کر ان کے سارے خیالات بدل گئے اور میرے سامنے انہوں نے جناب مرزا صاحب سے اپنی سابق کی بدگمانی کے لئے معذرت کی مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں- جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں- مجھ کو پان کھانے کی بری عادت تھی امرتسر میں تو مجھے پان ملا- لیکن بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا چار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا- میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نہ معلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا جناب مرزا صاحب نے گودارسپور ایک آدمی کو روانہ کیا دوسرے دن گیارہ بجے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا- سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا''- (تائید حق صفحہ ۵۵-۵۶) بحوالہ سیرت حضرت مسیح موعودؑ حصہ اوّل صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۶

حضرت میر حامد شاہ صاحب کا واقعہ: حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے ایک واقعہ اپنی ذات کے متعلق تحریر فرمایا کہ

''ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے حضور مرحوم و مغفور کی خدمت میں قادیان میں

کچھ عرصہ قیام کے بعد رخصت حاصل کرنے کے واسطے عرض کیا حضور اندر تشریف رکھتے تھے۔ اور چونکہ حضور کی رأفت و رحمت بے پایاں نے خادموں کو اندر پیغام بھجوانے کا موقع دے رکھا تھا اس واسطے اس عاجز نے اجازت طلبی کے واسطے پیغام بھجوایا۔ حضور نے فرمایا کہ۔

وہ ٹھہریں، ہم ابھی باہر آتے ہیں۔

یہ سن کر میں بیرونی میدان میں گول کمرہ کے ساتھ کی مشرقی گلی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور باقی احباب بھی یہ سن کر کہ حضور باہر تشریف لاتے ہیں پروانوں کی طرح ادھر اُدھر سے اس شمع انوار الٰہی پر جمع ہونے کے لئے آ گئے۔ یہاں تک سیدنا مولانا نورالدین صاحب بھی تشریف لے آئے اور احباب کی جماعت اکٹھی ہو گئی۔ ہم سب کچھ دیر انتظار میں خم بر سر راہ رہے کہ حضور اندر سے برآمد ہوئے خلاف معمول کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کے ہاتھ میں دودھ کا بھرا ہوا لوٹا ہے اور گلاس شاید حضرت میاں صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ اور مصری رومال میں ہے۔ حضور گول کمرہ کی مشرقی گلی سے برآمد ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کہاں ہیں؟ میں سامنے حاضر تھا فی الفور آگے بڑھا اور عرض کیا حضور حاضر ہوں۔ حضور کھڑے ہو گئے۔ اور مجھ کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں اسی وقت بیٹھ گیا۔ گلاس میں دودھ ڈالا گیا۔ اور مصری ملائی گئی۔ مجھے اس وقت یہ یاد نہیں رہا کہ (میں اس واقعہ کو دیکھنے والا ہوں خود حضرت نے گلاس دیا۔ اور میری آنکھ اب تک اس موثر نظارے کو دیکھتی ہے گویا وہ بڑا گلاس حضرت کے ہاتھ سے میر صاحب کو دیا جا رہا ہے۔ ایڈیٹر) صورت یہ تھی کہ حضرت نے مصری گھول کر لوٹے میں ڈالی اور اس کو ہلایا اور حضرت گلاس میں ڈالتے اور گلاس حضرت محمود کے ہاتھ میں ہوتا۔ پھر حضرت گلاس لیکر میر صاحب کو دیتے۔ بعض دوستوں نے خود کام کرنا چاہا مگر حضرت نے فرمایا نہیں نہیں کچھ حرج نہیں ایڈیٹر) میں نے وہ بھی پی لیا تو پھر دوسرا گلاس پر کر کے عنایت فرمایا گیا میں نے وہ بھی پی لیا۔ گلاس بڑا تھا میرا پیٹ بھر گیا۔ پھر اسی طرح تیسرا گلاس بھرا گیا میں نے بہت شرمگیں ہو کر عرض کیا کہ حضور اب تو پیٹ بھر گیا ہے فرمایا ایک اور پی لو۔ میں نے وہ تیسرا گلاس بھی پی لیا۔ پھر حضور نے اپنی جیب خاص سے چھوٹی چھوٹی بسکٹیں نکالیں اور فرمایا کہ جیب میں ڈال لو راستہ میں اگر بھوک لگی تو یہ کھانا میں نے وہ جیب میں ڈال لیں حضرت محمود لوٹا اور گلاس لیکر اندر تشریف لے گئے۔ اور حضور نے فرمایا کہ چلو آپ کو چھوڑ آئیں میں نے عرض کیا کہ حضور اب میں سوار ہو جاتا ہوں۔ اور چلا جاؤں گا۔ حضور تکلیف نہ فرمائیں مگر اللہ رے کرم ہو رحم کہ حضور مجھ کو ساتھ لیکر روانہ ہو پڑے۔

باقی احباب جو موجود تھے ساتھ ہو لئے اور یہ پاک مجمع اسی طرح اپنے آقا مسیح موعودؑ کی محبت میں اس عاجز کے ہمراہ ہوا۔ حضور حسب عادت مختلف تقاریر فرماتے ہوئے آگے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ بہت دور نکل گئے۔ تقریر فرماتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا و مولانا مولوی نورالدین صاحب نے قریب آ کر مجھے

کان میں فرمایا کہ

آگے ہو کر عرض کرو اور رخصت لو جب تک تم اجازت نہ مانگو گے حضور آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔

میں حسب ارشاد والا آگے بڑھا اور عرض کیا کہ حضور اب سوار ہوتا ہوں حضور تشریف لے جائیں۔

اللہ اللہ کس لطف سے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ

اچھا ہمارے سامنے سوار ہو جاؤ

میں یکہ پر بیٹھ گیا اور سلام عرض کیا تو پھر حضور واپس ہوئے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ حصہ اول صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۹)

زبان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''پس زبان کو جیسے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف کسی بات کے کہنے سے روکنا ضروری ہے۔اسی طرح امرِ حق کے اظہار کے لئے کھولنا لازمی امر ہے۔ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:115) مومنوں کی شان ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی عملی حالت سے ثابت کر دکھائے کہ وہ اس قوت کو اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ اس سے پیشتر کہ وہ دوسروں پر اپنا اثر ڈالے اس کو اپنی حالت اثر انداز بھی تو بنانی ضروری ہے۔ پس یاد رکھو کہ زبان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کبھی مت روکو۔ ہاں محل اور موقع کی شناخت بھی ضروری ہے اور اندازِ بیان ایسا ہونا چاہئے جو نرم ہو اور سلاست اپنے اندر رکھتا ہو اور ایسا ہی تقویٰ کے خلاف بھی زبان کا کھولنا سخت گناہ ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 281 مطبوعہ ربوہ)

مالی قربانیوں میں اور روحانی اعتبار سے انصاراللہ ترقی کریں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''آج انصاراللہ کے سالانہ اجتماع کی تقریب ہے۔ میں اس موقعہ پر آپ سے دو باتیں کہنی چاہتا ہوں۔ ایک تو میں اس بارہ میں آپ سے خطاب کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے فرائض کی طرف توجہ کریں۔ آپ کا نام انصاراللہ سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہے۔ پندرہ سے چالیس سال تک کی عمر کا زمانہ جوانی اور امنگ کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس عمر کے افراد کا نام خدام الاحمدیہ رکھا گیا ہے تا کہ وہ خدمت خلق کے سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ وقت صَرف کریں اور چالیس سال سے اوپر عمر والوں کا نام انصاراللہ رکھا گیا ہے۔ اس عمر میں انسان اپنے کاموں میں استحکام پیدا کر لیتا ہے اور اگر وہ کہیں ملازم ہو تو اپنی ملازمت میں ترقی حاصل کر لیتا ہے اور وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے سرمایہ سے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔

پس آپ کا نام انصاراللہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں۔ اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے بھی آپ لوگوں کا فرض ہے کہ عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صَرف کریں۔ اور دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں۔ تا کہ آپ کو دیکھ کر آپ کی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی قرآن کریم میں یہی خوبی بیان کی گئی ہے کہ آپ اپنے اہل وعیال کو ہمیشہ نماز وغیرہ کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ یہی اصل خدمت آپ لوگوں کی ہے۔ آپ خود بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ کریں اور اپنی اولادوں کو بھی نماز اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ جب تک جماعت میں یہ روح پیدار ہے اور لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فرشتوں کا تعلق قائم رہے اور اپنے اپنے درجہ کے مطابق کلام الٰہی ان پر نازل ہوتا رہے۔ اسی وقت تک جماعت زندہ رہتی ہے۔ کیونکہ اس میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی آواز سن کر اسے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اور جب یہ چیز مٹ جاتی ہے اور لوگ خدا تعالیٰ سے بے تعلق ہو جاتے ہیں، تو اس وقت قومیں بھی مرنے لگ جاتی ہیں۔ پس آپ لوگوں کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور اپنی اولادوں کو بھی ذکر الٰہی کی تلقین کرتے رہنا چاہئے۔''

(خطاب فرمودہ یکم نومبر 1958ء بحوالہ سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 144`145)

اداریہ

بیٹھنے دے ہے کون پھر اس کو.........

کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے ایک خواب دیکھا اور اس کی تعبیر کے لئے مختلف علماء کو طلب کیا ایک مُعَبِّر یعنی عالم تعبیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت بہت منحوس خواب ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کے سارے عزیز و اقارب ایک ایک کر کے آپ کی آنکھوں کے سامنے مرتے چلے جائیں گے، بادشاہ کو اس کا یہ طریق ناگوار گزرا اور اس کو بے ادب گردانتے ہوئے قید خانہ بھیج دیا گیا، دوسرے مُعَبِّر کو بلایا گیا اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے وہ مالک ہے اور علیم وخبیر ہستی ہے، اصل عالم تو اسکی ذات ہی ہے، آپ کا خواب تو بہت بابرکت معلوم ہوتا ہے، اس کے مطابق آپ کی عمر بہت لمبی معلوم ہوتی ہے، اپنے سب عزیز و اقارب سے لمبی عمر آپ پائیں گے۔ بادشاہ کو اس کا یہ مؤدبانہ انداز بیان بہت پسند آیا اور اس نے خوش ہو کر اسے انعام و اکرام سے بھی نوازا۔ اب اگر دیکھا جائے تو بات ایک ہی تھی لیکن انداز بیان نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ بات کوئی بھی ہو، کام کوئی بھی ہو اس کا طریق اور اس کا سلیقہ اس میں رنگ بھرتا ہے، اور اس کا پہلا مقام ادب کا مقام ہے، حضرت اقدس مسیح موعود کے ملفوظات میں بہت کثرت سے ایک فقرہ آتا ہے اور وہ ہے ''اَلطَّرِیْقَۃُ کُلُّھَا اَدَبٌ'' کہ ہر قسم کے امور کا پہلا درجہ ادب ہے، اگر انسان ادب واحترام کے دائرے سے باہر نکل جائے تو وہ اپنی منزل کبھی نہیں پا سکتا وہ ہمیشہ گمراہی اور ہلاکت کا شکار ہوتا ہے، اب یہ ایک بادشاہ تھا اس کا معمولی سا ادب واحترام نہ کرنے کی پاداش میں کیسی سزا سے دوچار ہونا پڑا، تو بھلا وہ شخص جس کا مربّی اور مزکّی اور معلّم خود خدا ہو، جس کو خلافت کی خلعتِ شاہی سے خود خدا نے نوازا ہو، تو بھلا اس کے سامنے ادب واحترام کی حدود کیا ہوں گی......... یہ لوگ، تو وہ ہوا کرتے ہیں کہ جن کے سامنے بڑے بڑے ابدال اور اولیاء اپنا مقام کھو دیا کرتے ہیں، وہ جن کا سفر آسمانوں کی بلندیاں طے کرنا ہوتا ہے وہ بھی اگر ان اماموں کے مقابل پر آئیں اور حدِ ادب

رپورٹ سالانہ سپورٹس ریلی مجلس انصاراللہ پاکستان

رپورٹ : منتظم اعلیٰ سپورٹس ریلی

الحمدللہ کہ مجلس انصاراللہ پاکستان کی ساتویں سالانہ سپورٹس ریلی 25 تا 27 فروری 2005ء تین روز کامیابی سے جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوگئی۔ اس ریلی کا افتتاح گذشتہ سال کے بیڈمنٹن کے چیمپئن مکرم خالد محمود صاحب نے صبح 9 بجے 25 فروری 2005ء کو کیا۔

امسال 41 اضلاع کے 557 انصار نے ریلی میں شمولیت کی سعادت پائی جبکہ گذشتہ سال 34 اضلاع کے 384 انصار شامل ہوئے تھے۔

افتتاح کے فوراً بعد ہی مقابلہ کا آغاز ہوگیا تھا۔ بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس، رسہ کشی، کلائی پکڑنا، والی بال، سائیکل ریس، پیدل چلنا سیر اور مشاہدات پر مبنی مضمون نویسی 100 میٹر دوڑ اور گولہ پھینکنے جیسے 10 کھیلوں کے 19 مقابلہ جات کے کل 273 میچز ان تین دنوں میں منعقد کرائے گئے۔

بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس کے مقابلہ جات ایوان محمود میں اور کلائی پکڑنا کے مقابلے لان انصاراللہ میں جبکہ باقی مقابلہ جات میدان صدر انجمن عقب لائبریری میں منعقد ہوئے۔ انصاراللہ صفِ اوّل اور صف دوم کے مقابلے الگ الگ ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بیڈمنٹن : بیڈمنٹن صف اوّل سنگل میں اوّل مکرم شیخ کریم الدین صاحب بہاولنگر اور دوم مکرم طارق محمود صاحب فیصل آباد رہے۔ بیڈمنٹن صف دوم سنگل میں اوّل مکرم خالد محمود صاحب ربوہ اور مکرم ملک طارق حبیب صاحب لاہور دوم رہے۔

بیڈمنٹن صف اوّل ڈبل میں اوّل مکرم طارق محمود صاحب، مکرم منور احمد صاحب ضلع فیصل آباد کی ٹیم رہی جبکہ دوم مکرم مرزا محمد دین ناز صاحب، مکرم چوہدری عطاء الرحمٰن صاحب ربوہ کی ٹیم آئی۔ بیڈمنٹن ڈبل میں صف دوم میں اوّل مکرم آغا حبیب اللہ صاحب، مکرم لیاقت علی صاحب سرگودھا کی ٹیم اور دوم مکرم تبسم مقصود صاحب، ملک طارق حبیب صاحب لاہور کی ٹیم رہی۔ جبکہ مکرم وقار احمد بٹ صاحب لاہور، مکرم منصور احمد اٹھوال صاحب ربوہ، مکرم محمد اکرام صاحب حیدرآباد، مکرم شیخ قمراللہ شاہین صاحب حافظ آباد، مکرم مبشر احمد ملتان اور مکرم نصیر الدین صاحب سیالکوٹ کو حسن کارکردگی کے انعامات کا حقدار قرار دیا گیا۔

ٹیبل ٹینس : ٹیبل ٹینس صفِ اوّل سنگل میں مکرم ماجد احمد صاحب لاہور اوّل اور مکرم پیر افتخار الدین صاحب دوم رہے۔

صف دوم میں ٹیبل ٹینس سنگل میں مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب ربوہ اوّل اور مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب ربوہ دوم رہے۔ جبکہ صف دوم میں اوّل ربوہ کی ٹیم رہی اور دوم لاہور کی ٹیم رہی۔

ٹیبل ٹینس میں حسن کارکردگی کے انعام مکرم کریم الدین صاحب بہاولنگر مکرم محمد اسلم صاحب جہلم، مکرم محمد انور صاحب صابر کراچی اور مکرم خورشید احمد صاحب کراچی نے حاصل کیا۔

دوڑ ۱۰۰ میٹر: دوڑ میں صفِ اوّل اور دوم کے انصار نے الگ الگ حصہ لیا۔ صفِ اوّل کے 39 انصار نے اس مقابلہ میں حصہ لیا جن میں سے مکرم ملک سعید احمد صاحب ملتان اوّل، مکرم عارف انیس صاحب فیصل آباد دوم، مکرم بشارت احمد صاحب حسن کارکردگی حاصل کیا جبکہ صفِ دوم کے 43 انصار نے حصہ لیا جن میں سے مکرم محمد اعجاز منگلا صاحب سرگودھا اوّل، مکرم شیخ منیر احمد صاحب لاہور دوم اور مکرم ملک شہباز احمد صاحب سرگودھا حسن کارکردگی کے انعام کے حقدار قرار پائے۔

گولہ پھینکنا: گولہ پھینکنے کے مقابلہ میں 41 انصار نے حصہ لیا۔ جن میں سے مکرم نصیر احمد ملک صاحب راولپنڈی نے "4-'45 گولہ پھینک کر اوّل پوزیشن حاصل کی جبکہ مکرم شبیر احمد صاحب سندھ دوم رہے اور مکرم داؤد احمد گوندل سرگودھا حسن کارکردگی کے حقدار قرار پائے۔

پیدل چلنا: انصار میں صحت کو قائم رکھنے کے لئے چلنے کی عادت ڈالنے کی غرض سے پیدل اور تیز چلنے کا مقابلہ کرایا گیا۔ جس میں صف اوّل اور صف دوم دونوں سے 27، 27 انصار نے حصہ لیا۔ مکرم میاں عبدالقدوس صاحب راولپنڈی اوّل، مکرم محمد اسلم صاحب فیصل آباد دوم اور مکرم سلطان احمد گوجرانوالہ سوم رہے۔ صف دوم میں مکرم خالد جاوید صاحب سرگودھا اوّل اور اور مکرم ظفر احمد صاحب ربوہ دوم رہے۔ جبکہ حسن کارکردگی کا انعام لاہور کے مکرم خالد محمود صاحب نے حاصل کیا۔

رسہ کشی: رسہ کشی میں 10 ٹیموں میں مقابلہ ہوا۔ ان میں ربوہ کی ٹیم اوّل اور گوجرانوالہ کی ٹیم دوم رہی۔

مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ کی ہدایت پر ایک نمائشی مقابلہ رسہ کشی اراکین مجلس عاملہ اور ناظمین علاقہ کے درمیان ہوا۔ جبکہ ناظمین علاقہ نے جیت لیا۔

کلائی پکڑنا: انصار میں ہونے والے مقابلہ جات میں کلائی پکڑنے کا مقابلہ بہت ہی دلچسپی کا موجب بنا۔ صف اوّل کے 27 انصار نے اس میں حصہ لیا۔ ربوہ سے مکرم مبارک احمد علوی صاحب اوّل اور ربوہ ہی کے مکرم محمد اقبال قریشی صاحب دوم رہے۔ صف دوم کے 33 انصار نے کلائی پکڑنے کے مقابلہ میں حصہ لیا۔ ان میں رحیم یار خان کے مکرم برکت علی صاحب اوّل اور مکرم رانا ارشاد احمد صاحب ربوہ دوم رہے۔

مشاہداتِ سیر: صبح نماز فجر کے بعد سیر کرنے کے بعد اپنے مشاہدات کو مضمون کی شکل میں لکھنے کا ایک مقابلہ کرایا گیا۔ جس میں مکرم منصور احمد صاحب جوہر ٹاؤن لاہور اوّل اور مکرم صفدر نذیر صاحب گولیکی ربوہ دوم رہے جبکہ مکرم ایم سہیل احمد ضیاء صاحب گوجرانوالہ نے حسن کارکردگی کا انعام حاصل کیا۔

رنگِ بہار: ایک دلچسپ پروگرام کیمپ فائر کا تھا۔ جسے رنگِ بہار کا نام دیا گیا جس میں بہت سے شرکاء ریلی نے سٹیج پر تشریف لاکر مختلف دلچسپ Items پیش کئے۔ اس پروگرام میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب وکیل التصنیف مہمان خصوصی تھے۔

ریلی کا اختتام 27 فروری کو ایک بجے مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد منتظم اعلیٰ سپورٹس ریلی مکرم عبدالجلیل صادق صاحب نے تفصیلی رپورٹ پیش کی اور جملہ مہمان کھلاڑیوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے نہایت وقار اور جوش و خروش سے تینوں دن مختلف پروگراموں اور مقابلہ جات میں بھرپور حصہ لیا۔ اور انتظامیہ کے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا۔ اُس کے بعد مہمان خصوصی نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ آخر میں مہمان خصوصی نے اپنے صدارتی خطاب میں باہمی پیار و محبت اور اخلاص میں ترقی کرنے کی نصیحت فرمائی اور سارا سال جسمانی صحت برقرار رکھنے کے لئے ورزش کرتے رہنے کی تلقین فرمائی۔ جس میں مہمانِ خصوصی کے علاوہ معزز مہمانان کرام بھی شریک ہوئے۔

......❖❖......

(بقیہ از ٹائیٹل صفحہ دوم)

ہم اراکین مجلس عاملہ اپنی اور تمام اراکین و مجالس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، آپ کی والدہ ماجدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اطال اللہ بقائھا آپ کی اہلیہ، اولاد اور جملہ افراد خاندان اسی طرح احباب جماعت احمدیہ عالمگیر سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ہم ہیں اراکین مجلس انصاراللہ پاکستان)

......❖❖......

خلافت سے محبت اور دین کی خدمت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''جب آپ نے انصار کا نام قبول کیا ہے تو ان جیسی محبت بھی پیدا کریں۔ آپ کے نام کی نسبت خدا تعالیٰ سے ہے اور خدا تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے تمہیں چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھو۔ اور ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہو۔ کیونکہ اگر خلافت قائم رہے گی تو اس کو انصار کی بھی ضرورت ہو گی۔ خدام کی بھی ضرورت ہو گی اور اطفال کی بھی ضرورت ہو گی۔ ورنہ اکیلا آدمی کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اکیلا نبی کوئی کام نہیں کر سکتا۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حواری دیئے ہوئے تھے اور رسول کریم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی جماعت دی۔ اسی طرح اگر خلافت قائم رہے گی تو ضروری ہے کہ اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ بھی قائم رہیں۔ اور جب یہ ساری تنظیمیں قائم رہیں گی تو خلافت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم رہے گی۔''

(فرمودہ بر موقعہ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ مورخہ 26 / اکتوبر 1956ء بحوالہ سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 129)

Monthly ANSARULLAH May 2005
Ph: 04524-212982Fax: 04524-214631(C.Nagar Post Code 35460)
e-mail:ansarullah60@yahoo.com
EDITOR : Sayed Mubashir Ahmad Ayaz
Regd. # CPL-34/MDFD

قراردادِ تعزیت بروفات مکرم مولانا محمد احمد صاحب جلیل

مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کا یہ اجلاس سلسلہ کے جیّد عالم اور دیرینہ خادم مولانا محمد احمد صاحب جلیل کے سانحۂ ارتحال پر اپنے دلی جذبات رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔

محترم مولانا موصوف طویل عرصہ سے صاحبِ فراش اور برمنگھم (انگلینڈ) میں اپنے بیٹے محترم ڈاکٹر مبشر احمد سلیم صاحب کے پاس مقیم تھے۔ آخری ایام علالت میں طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور آپ مورخہ 27۔اپریل 2005ء کو بعمر 95 سال مولائے حقیقی سے جاملے......

محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل تھے۔ پنجاب یونیورسٹی کے امتحان مولوی فاضل میں نمایاں امتیازی کامیابی حاصل کی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کے ارشاد پر علم حدیث میں خصوصی مہارت کے حصول کے لئے دیوبند اور لاہور بھی مقیم رہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ اور بزم احمد کے ابتدائی معروف ممبران میں شامل تھے۔ احمدیہ کور اور فرقان فورس میں شمولیت رہی۔ ناظم دارالقضاء اور مفتی سلسلہ کے جلیل القدر عہدوں پر فائز رہے۔ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ وتفسیر میں حضرت ملک غلام فرید صاحب کے ساتھ یادگار خدمت کی توفیق پائی۔ تمام تر قابلیت و مرتبت کے باوجود منکسر المزاج، نام ونمود سے دُور، ہر ایک کے بہی خواہ وہمدرد تھے۔ نہایت درجہ شگفتہ طبیعت کے مالک، برمحل بات کرنے والے اور شستہ مزاح سے مجلس کو کشتِ زعفران بنانے کا ملکہ رکھتے تھے۔ آپ معروف رفیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

کو ملحوظِ خاطر نہ رکھیں تو اتنا نیچے گرادئے جاتے ہیں کہ زمین کی پاتال بھی ان کو جگہ دے نہیں پاتی، **فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ** کا طوق انکے گلے کا ہار بن جایا کرتا ہے، فرشتوں کا سردار بھی ہو تو شیطان رجیم کی پھٹکار لے کر راندہ درگاہ بن جایا کرتا ہے، کہ ان لوگوں کا مقام وہ ہوتا ہے کہ جہاں سر جھکائے بغیر چارہ ہی نہیں، عمل و ریاضت کے چشمے ہوں یا علم و معرفت کے دریا، علم و عرفان کے اس سمندر کے کنارے جب تک سر جھکاتے ہوئے اپنا سب کچھ اس کے قدموں میں بہا نہ دیا جائے تب تک کوئی علم اور کوئی ریاضت روح کو سیراب نہیں کر سکتی، بلکہ ایک ایسے جوہڑ کی طرح ہو جائے گا کہ جہاں سے رفتہ رفتہ آبی جانور بھی ہجرت کر جایا کرتے ہیں .... باوجود بہت عالم اور بہت زاہد ہونے کے وہ کھوٹے سکے کی مانند ہو جایا کرتے ہیں .... کھوٹے سکے کی بھی کوئی وقعت ہوتی ہے، حیثیت ہوتی ہے کہ بچے اس سے کھیلتے ہیں، لیکن ایسوں کی تو یہ وقعت بھی نہیں ہوتی .... لَامَسَاسْ، لَامَسَاسْ کی صدائیں آسمانوں سے لے کر زمین کے کونوں تک سنائی دیتی ہیں اور میر تقی میر کے اس شعر کی وہ حسرت و عبرت کی تصویر بن جایا کرتے ہیں:

بیٹھنے دے ہے کون پھر اس کو
جو تیرے آستاں سے اٹھتا ہے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی ماہنامہ سے متعلق ہدایات

مجلس انصاراللہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ ۱۳۴۱ہش بمطابق ۱۹۶۲ء کے موقعہ پر اپنے افتتاحیہ خطاب میں فرمایا:

''میں اس جگہ رسالہ ''انصاراللہ'' کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ رسالہ خدا کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے۔ اور اس کے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرنے اور روح کی روشنی میں عطا کرتے ہیں بڑا اثر رکھتے ہیں اور پس انصاراللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں اس کی اشاعت کا حلقہ وسیع کریں اور اس کے لئے مختلف علمی موضوع پر اچھے اچھے مضامین لکھ کر بھجوائیں تاکہ اس کی افادیت میں ترقی ہو۔ اور جماعت میں اس کے متعلق دلچسپی بڑھتی چلی جائے۔'' (تاریخ انصاراللہ جلد اوّل صفحہ ۱۴۰-۱۴۱)

(عبدالمنان کوثر مینیجر ماہنامہ انصاراللہ ربوہ)

امام الکلام - کلام الامام

پاک چشمہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے، وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا - کاش جو مَیں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو مَیں نے سنا ہے وہ سُنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں - وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اُتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں، وہ آئینہ جس سے اُس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے، خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا مَیں ابھی ذکر کر چکا ہوں - جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اُٹھے اور تلاش کرے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر رُوحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اُس راہ کی تلاش میں لگیں - مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور حجاب کس دوا سے اُٹھے گا - میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف (دین حق) ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں - سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سُن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں - اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں - مَیں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا - جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو -''

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۲-۴۴۳)

امام الکلام-کلام الامام

کِتَابٌ کَرِیْمٌ حَازَ کُلَّ فَضِیْلَةٍ

کِتَابٌ کَرِیْمٌ حَازَ کُلَّ فَضِیْلَةٍ وَیَسْقِیْ کُؤُسَ مَعَارِفٍ وَّیُوَفِّرُ

وہ ایک عزت والی کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے- معارف کے جام پلاتی ہے اور وافر پلاتی ہے

وَفِیْهِ رَأَیْنَا بَیِّنَاتٍ مِّنَ الْھُدیٰ وَفِیْهِ وَجَدْنَا مَا یَقِیْ وَیُبَصِّرُ

اوراسی میں ہم نے ہدایت کے کھلے کھلے نشان پائے ہیں اوراسی میں ہم نے وہ بات پائی ہے جو بچاتی ہےاور بصیرت بخشتی ہے

طَرِیٌّ طَلَاوَتُهٗ وَلَمْ تَعْفُ نُقْطَةٌ لِمَا صَانَهُ اللّٰهُ الْقَدِیْرُ الْمُوَقِّرُ

اس کی تر و تازگی ہمیشہ ہی شاداب ہے اور اس کا ایک نقطہ بھی نہ مٹ سکا کیونکہ عزت بخش اور قدیر خدا نے اس کی حفاظت فرمائی ہے

فَیَاعَجَبًا مِّنْ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ اَریٰ اَنَّهٗ دُرٌّ وَّ مِسْکٌ وَّ عَنْبَرُ

پس اس کا حسن اور جمال کیا ہی عجیب ہے مَیں تو اس کو موتی، کستوری اور عنبر ہی پاتا ہوں

اِذَا مَا تَلَا مِنْ اٰیَةٍ طَالِبُ الْھُدیٰ یَریٰ نُوْرَهٗ یَجْرِیْ کَعَیْنٍ وَّ یَمْطُرُ

جب ہدایت کا طالب اس کی کوئی آیت پڑھتا ہےتو اس کے نور کو چشمے کی طرح بہتا ہوا پاتا ہے اور برستا ہوا بھی

وَفِیْهِ مِنَ اللّٰهِ اللَّطِیْفِ عَجَائِبُ اُشَاھِدُھَا فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَاَنْظُرُ

اور اس میں خدائے لطیف کے عجائبات ہیں جنہیں مَیں ہر وقت مشاہدہ کرتا اور دیکھتا ہوں

کِتَابٌ جَلِیْلٌ قَدْ تَعَالیٰ شَانُهٗ یُدَافِیْ رُؤُسَ الْمُنْکِرِیْنَ وَیَکْسِرُ

وہ ایک شاندار کتاب ہے- اس کی شان بہت بلند ہے وہ منکرین کے سروں کو کچل دیتا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے

(کرامات الصادقین-روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۸۳-۸۴)

امام الکلام - کلام الامام

حبل المتین

ہست فرقاں آفتابِ علم و دیں   تابرندت از گماں سوئے یقیں

قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے اور وہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائے گا

ہست فرقاں از خدا حبل المتیں   تاکشندت سُوئے ربُّ العالمیں

قرآن خدا کی مضبوط رسی ہے اور وہ تجھے رب العالمین کی طرف کھینچ کر لے جائے گی

حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال   تا رسی در حضرتِ قدس و جلال

خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لئے بھیجا ہے تا کہ تُو اس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے

ہرکہ روئے خود ز فرقاں در کشید   جانِ او روئے یقیں ہرگز ندید

جس نے قرآن سے رو گردانی اختیار کی اس نے یقین کا منہ ہرگز نہیں دیکھا

وحیِ فرقاں مُردگاں راجاں دہد   صد خبر از کوچۂ عرفاں دہد

قرآن کی وحی مردوں میں جان ڈالتی ہے اور معرفتِ الٰہی کی سینکڑوں باتیں بتاتی ہے

از یقیں ھا مے نماید عالمے   کاں نہ بیند کس بصد عالم ہے

اور یقین علوم کا ایسا جہاں دکھاتی ہے جو کوئی سو جہانوں میں بھی نہیں دیکھ سکتا

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اصفحہ ۱۵۰)

امام الکلام-کلام الامام

نیّرِ اکبر

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں — حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں — اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اِک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر
جس کا ہے نام قادرِ اکبر — اُس کی ہستی سے دی ہے پختہ خبر
کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اوصاف کیا کروں میں بیاں — وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اِک جاں
وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر — اس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دلستاں تلک لایا — اُس کے پانے سے یار کو پایا
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام — عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اُس کی یاد آتی ہے — یاد سے ساری خلق جاتی ہے
سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے — دل سے غیرِ خدا اٹھاتی ہے
درد مندوں کی ہے دوا وہی ایک — ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خورِ ہدیٰ وہی ایک — ہم نے دیکھا ہے دِلرُبا وہی ایک
اس کے منکر جو بات کہتے ہیں — یونہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آویں — میرے منہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں — مجھ سے وہ صورت و جمال سُنیں
آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی — نہ سہی یوں ہی امتحان سہی

(براھین احمدیہ روحانی خزائن جلد ا ص ۲۹۹-۳۰۰)